

حضرت علامہ مولانا شمس الحق اعجازی مدظلہ  
سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند

## عقیدہ حیات

### نزول عیسیٰ بن مریمؑ

قرآن و سنت کی روشنی میں

قسط (۲)

یہ دسے دلوں پر بندش ہدایت کی ہر لگ چکی  
ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم پر پڑا  
بہتان باندھنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے  
کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو جو خدا  
کے رسول تھے قتل کر ڈالا اور انہوں نے  
اس کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا لیکن شبہ پڑ  
گیا ان کے اور جو حضرت عیسیٰ کے متعلق اختلافات  
کرتے تھے وہ شک میں ہیں، ان کو علم نہیں  
صرف اٹکل پچو باتوں پر چلتے ہیں اور انہوں  
نے یقیناً حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اس  
کو لٹہنے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور وہ غالب  
اور حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب کا کوئی  
گروہ نہیں، مگر وہ حضرت عیسیٰ پر اس کے  
مرنے سے پہلے ایمان لائے گا اور وہ  
ان کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔

وَيَكْفُرُ بِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ  
يُهَا نَاعِلِيَّاهُ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا  
قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ  
رَسُولَ اللَّهِ ۖ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا  
صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شَبَّهَ لَهُمُ  
وَاتَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي  
شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَكُمْ مِنْهُ مِنْ  
عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظُّلُمِ ۚ وَمَا  
قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ  
اللَّهُ إِلَيْهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا  
حَكِيمًا ۚ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ  
الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ  
قَبْلَ مَوْتِهِمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ  
وَيَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۖ  
(النساء: ۱۵۶ تا ۱۵۹)

اس آیت میں چند امور بیان ہوئے ہیں:

۱۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نہ قتل ہوئے نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ جو لوگ قتل اور صلب کے قائل ہیں

جیسے یہود و نصاریٰ، وہ قطعاً غلطی پر ہیں۔ قرآن نے واضح الفاظ میں ان کی تردید کی۔ مرثیوں یا مرزا کا یہ کہنا کہ سولی پر چڑھائے گئے ہیں، لیکن سولی پر نہ رہے نہیں۔ یہ قول بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن کے خلاف ہے۔ ماصٰیٰ کوہ کا یہ معنی تراشنا کہ سولی پر نہیں مرے لغت عرب کے خلاف ہے۔ صلب کے معنی سولی پر چڑھانا اور ماصلب کا معنی سولی پر نہ چڑھانا ہے۔ یہ قطعاً قرآن کی تحریف ہے۔ کہ ماصلبہ کا یہ معنی لیا جائے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھایا لیکن سولی پر اس کو موت نہیں آئی۔

۲۔ آیت میں دَمَا تَقْتُلُوْهُ یَقِیْنًا کے بعد فرمایا: بَلَّغْ دَفْعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ۔ یعنی حضرت عیسیٰ قتل نہیں ہوئے اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھایا۔ ماقتلوہ اور بل دفعہ اللہ میں ضمیر حضرت عیسیٰ کو راجع ہے۔ اور عیسیٰ نام ہے جسم اور روح دونوں کا یعنی جو مجموعہ روح و جسم کا ہے اس پر قتل واقع نہیں ہوا بلکہ بجائے قتل کے رفع الی اللہ واقع ہوا۔ یہ ظاہر ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہاں جس ذات سے قتل کی نفی ہوئی اسی کے لئے رفع کا اثبات ہے اور قتل نہ صرف جسم کا ممکن ہے اور نہ صرف روح کا بلکہ جسم اور روح کے مجموعہ پر قتل واقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی خارجی مؤثر کے ذریعہ روح کو جسم سے الگ کیا جائے۔ جب غیر مقتول جسم مع روح ہے تو — مرفوع الی اللہ معی جسم و روح کا مجموعہ ہوگا۔

۳۔ اس کے علاوہ جب رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واقع ہے تو جب تک اس کے خلاف قرینہ نہ ہو تو جسمانی رفع ہی مراد ہوگا۔ جیسے سورہ یوسف میں دَرَفِعَ اَبُوْیَسَ عَلٰی الْغُرْبٰثِ۔ کہ حضرت یوسف نے والدین کو تخت پر اٹھایا جس کا معنی جسم اور روح دونوں کا اٹھانا ہے نہ کہ والدین کی روح کو اٹھانا۔

۴۔ اگر روحانی رفع لیا جادے تو یہ چند وجوہات سے غلط ہے۔  
ایک وجہ یہ کہ مجاز کو اختیار کرنا ہے بلکہ قرینہ مثلاً یَرْفِعُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ تَوَّابِعُوْا دَرَجٰتٍ۔ یہاں چونکہ جسمانی رفع مراد نہ تھا دینی رفع مراد تھا تو بطور قرینہ لفظ درجات یا گیا۔ اسی طرح دَرَفِعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ یہاں بھی قرینہ موجود ہے جو لفظ درجات ہے۔

دوسری وجہ روحانی رفع مراد لینے کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ دَمَا تَقْتُلُوْهُ یَقِیْنًا بَلَّغْ دَفْعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ۔ کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف

اٹھایا۔ اب روحانی رفع مراد لینے میں معنی یہ ہوگا، کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کا مرتبہ بلند کیا جو بالکل تحریف اور غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واقعہ سے قبل چالیس سال پیغمبر کی حیثیت سے زمین پر رہے اور پیغمبر کے مرتبہ کی بلندی پیغمبر کے وقت سے ان کو حاصل ہوتی ہے۔ تو اس وقت مرتبہ کی بلندی کی تخصیص بنے فائدہ ہے۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں بَلَد کا استعمال دو مقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اگر رفع سے روحانی رفع اور مرتبہ کی بلندی مرزا تحریف کے مطابق لی جائے تو مقابلہ فوسٹ ہو جائے گا۔ جس سے بَلَد کا استعمال غلط پڑے گا۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب و مقتول نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کا مرتبہ بلند کیا۔ اگر کوئی پیغمبر یا مومن ناحق مقتول و مصلوب ہو جائے تو وہ شہید ہوگا اور شہید کا مرتبہ بلند ہوتا ہے تو اس کا مقابلہ بل رفع اللہ کے لئے درست ہوگا جب کہ اس سے بھی مرتبہ کی بلندی اور رفع روحانی مراد ہوگا۔ مرزائی تحریف کا یہ دعویٰ کہ بائبل کی رو سے مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے ملعونیت کی نفی اور مرتبہ کی بلندی میں مقابلہ صحیح ہوا، یہ بھی جھوٹ اور غلط ہے۔ بائبل میں صاف لکھا ہے کہ جو کسی جرم سے مصلوب ہو وہ ملعون ہے نہ وہ مصلوب جو ناحق سولی دیا گیا ہو بلکہ وہ تو شہید ہوگا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ روحانی رفع اللہ نے پرہی کو عطا کیا ہے۔ خصوصاً خاتم الانبیاء کو سب سے بڑھ کر روحانی رفع عطا ہوئی۔ تو اگر یہی معنی مراد ہوتا اور رفع جسمانی آسمانی مراد نہ ہوتا، تو سَلَّمَ رَفَعَهُ اللہُ الْاَلِیْہ۔ کے الفاظ پرہی کے حق میں مذکور ہوتے خصوصاً خاتم الانبیاء علیہ السلام کے حق میں تو حضرت مسیح سے رفع کی خصوصیت باقی نہ رہتی۔ خصوصیت صاف بتلا رہی ہے۔ کہ یہ رفیع جسمانی جو صرف حضرت مسیح سے خاص ہے یا جس کو رفع جسمانی ہو چکا ہو۔

پوچھتی وجہ یہ ہے کہ اس رفع کے بعد قرآن میں وَكَانَ اللہُ عَزِيزًا حَكِيْمًا کے الفاظ آئے ہیں جو اسی انداز میں کسی اور نبی کے بارے میں نہیں آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہے جس میں قدرت و قوت کا بھی ظہور ہے، جس پر لفظ عزیز و دلالت کرتا ہے۔ اور حکمت کا بھی ظہور ہے۔ جس پر لفظ حکیم دلالت کرتا ہے۔ جس کو ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

دوسرا جو اثر آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہے، وَانْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَیْسُوْ مِنْهُمْ بِہٖ قَبْلُ مَوْتٍ۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل کتاب کا کوئی فرقہ نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ بہ اور مَوْتِہ دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ لَیْسُوْ مِنْهُمْ کا لفظ جس میں فون تاکید نفی ہے۔

بعض اصرار کو مستقبل سے مخفی کرتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آیت کے مضمون کا تعلق نزولِ قرآن کے بعد زمانے سے ہے۔ اور ایسے زمانے سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب

سے زمینی تعلق قائم ہو جو نزولِ مسیح کا زمانہ ہے۔ جس سے مسیح کا نزول ثابت ہوا اور بل رفع اللہ سے سعود ثابت ہوتا ہے۔ تو پوری آیت رفع و نزول دونوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیحین کی حدیث

ہدایت ابی ہریرۃ نزولِ مسیح علیہ السلام کی حدیث مرفوعہ کے بعد ابو ہریرۃ فرماتے ہیں: فَاَقْرَأُ اَنْ شُمَّوَا اَنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ۔ جس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ نزولِ مسیح

من المسلم کے بعد اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ یہ مسئلہ خاص نفی سے ہے عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ابو ہریرۃ کا موقف اس میں مرفوعہ کے حکم میں ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام سے ابو ہریرۃ

نے یہ ضرور سن لیا ہوگا کہ تمام کتابیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ان کے آخر زمانے میں نازل ہونے اور تشریف لانے کے بعد ضرور ہوگا۔ باقی مَوْتِہ کی ضمیر کتابی کو لانا صحیح نہیں۔ ایک تو انتشار

صنائِ شانِ بلاغت کے خلاف ہے۔ دوم مَوْتِہ کی قید لغو ہو کہ شانِ بلاغت کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا حالانکہ

ایمان تو مرنے سے پہلے لایا جاتا ہے۔ جیسے نماز روزہ کو مرنے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ تو جو چیز عقل سے معلوم ہو اس کو بطور قید لانا کہ وہ مرنے سے پہلے ایمان لائیں گے ایسا ہے جیسے کوئی یہ کہے

کہ میں نے رومی کھائی مرنے سے پہلے، پانی پیامرنے سے پہلے اور ظاہر ہے کہ یہ غیر بلیغ کلام ہے۔ اگر یہ توجیہ کی جائے کہ حالتِ نزع میں ایمان لائیں گے تو یہ ایمان غیر معتبر ہے۔ روزِ نزع ہی مومن

قرار پائے گا۔ تو ایسے غیر معتبر ایمان کا ذکر ہی۔۔۔ عبث ہے۔ اس کے علاوہ نزع کی حالت میں تو ہر کافر اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس امر کی تفصیل نہیں رہی۔

۴۔ وَ اِنَّهُ لَعِنُهُمُ الْاَسَافَةُ فَلَا تَحْتَرَبْنَ فِيْهَا وَاَتَّبِعُوْنِ ط

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت میں شک نہ کرو اور میری پیروی

کو وہی سیدھی راہ ہے شیطان تم کو اس

بات کے ماننے سے روکے۔ وہ تمہارا کھلا

دشمن ہے۔

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

وَلَا يَصُدُّكُمْ الشَّيْطٰنُ ج

اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط

(الزخرف آیہ ۶۱، ۶۲)

عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی علامت دو وجہ سے ٹھہرایا گیا۔ ایک ان کی بلا باپ پیدائش جو مردوں کو

دوبارہ زندہ کرنے کی دلیل ہے۔ دوم قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نزول جو قرب قیامت کی نشانی ہے۔ سیاق و سباق کے مطابق اللہ کی عنایت کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور اس کے سوا جو بھی رائے ہو وہ ضعیف ہے۔ ابن ماجہ ص ۲۹ باب فتنۃ الدجال میں حدیث اسراء کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کا سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے واقع ہونے کا وقت تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب دجال کا ذکر ہوا تو حضرت عیسیٰ نے فرمایا: میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر نے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت سے پہلے ابن عباس، ابی مالک، عوف، مجاہد، قتادہ، سدی، صفاک و ابن زید کی روایات سے نقل کیا ہے۔ جو آپ کے نزول کی دلیل ہے اور آیت مذکورہ میں اسی نزول کے پیش نظر حضرت عیسیٰ کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہی صحیح معنی ہے۔ اگر بغیر باپ کی پیدائش کی علامت ہوتی تو اس اطلاق کے زیادہ حق دار حضرت آدم تھے جن کی پیدائش ماں اور باپ دونوں کے بغیر ہوئی لیکن قرآن میں علم الساعة کا اطلاق ان پر نہیں آیا۔ معلوم ہوا کہ مراد الہی علامت قیامت کا حضرت عیسیٰ کا آسمان سے قرب قیامت میں نزول ہے اور جو اس عقیدے سے روک دے وہ شیطان ہے۔ فَلَا يُعِدُّكُمْ الشَّيْطَانُ۔ تم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے عقیدے سے شیطان روک نہ دے۔ یعنی اس عقیدے سے روکنے والا قرآن کے اس ارشاد کے مطابق شیطان ہے۔

۵۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰۤمَسِيْحُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِّنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ط  
(اس وقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا یا برو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجانب مقربین کے ہوں گے۔

(آل عمران آیت: ۴۵)

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ان کا مقربین سے ہونا بیان ہوا ہے۔ دوسری جگہ اہل جنت کے حق میں سودہ واقعوں میں بیان ہوا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِى جَنَّتِ النَّعِيْمِ۔ تیسری جگہ ملائکہ کے حق میں آیا ہے۔ لَنْ يَسْتَنكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ مسیح کو اللہ کے بندہ ہونے سے عار نہیں اور نہ مقرر ملائکہ کو عار ہے۔ ان تینوں جگہ میں قرب سے

مراد قرب جسمی جیسی دسمادی مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں امام ملازمی نے تفسیر کبیر اور ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جسم کے ساتھ اٹھایا جانا ذکر کیا ہے۔ اور ملائکہ، خازن، سراج المیز اور کشف میں ہے۔ فَكَوْنُهُ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقربین میں سے ہونا، ان کو آسمان پر اٹھانا اور ملائکہ کی صحبت اختیار کرنا اور پھر باقی ماندہ امور کی تکمیل کے لئے ان کا زمین پر نزول فرمانا مثلاً نکاح، حج، جہاد کرنا اور سیحی اقوام کے فتوں کو مٹانا۔

## حیات و نزول سیح حدیث کی روشنی میں

۱۔ بخاری میں ابوہریرہؓ نے حضور علیہ السلام سے جو حدیث نقل کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: قسم ہے خدا کی کہ عیسیٰؑ اوپر سے تم میں نازل ہوگا۔ حضرت مریمؑ کا فرزند جو عالم ہوگا انصاف والا، صلیبی قوت توڑ دے گا۔ اور خنزیر کے قتل کا حکم دے گا۔ اور تمام لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے جہاد کی ضرورت نہ رہے گی اور لوگوں کو اس قدر مال دے گا کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا اور عبادت کی محبت اس قدر بڑھ جائے گی کہ لوگوں کو ایک سجدہ تمام دنیا کی دولت سے بہتر نظر آئے گا۔ پھر ابوہریرہؓ نے اس کی تصدیق کے لئے اس آیت کی طرف توجہ دلائی جس کا معنی یہ ہے کہ اس وقت کوئی کتابی نہ ہوگا۔ مگر ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر۔ (بقول مرزا صاحب قرآن کے بعد اصنع کتاب بخاری کی حدیث ہے)۔

۲۔ حدیث دوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان نبی نہیں۔ اور وہ اتریں گے جب اس کو دیکھو تو پہچان لو۔ وہ قامت کے درمیان ہیں۔ سرخ و سفید ہیں۔ دو زرد کپڑوں میں اتریں گے۔ سر کے بال اس کے ایسے معلوم ہوں گے کہ گویا اس سے پانی ٹپکتا ہے۔ اگرچہ اس کو پانی نہیں پہنچا ہوگا۔ تو اسلام پر لوگوں سے جہاد کریں گے۔ صلیبی قوت توڑ دیں گے۔ خنزیر کے قتل کا حکم دیں گے۔ جو زید موقوف کریں گے۔ اس کے وقت اسلام کے تمام ادیان کا خاتمہ ہوگا، دجال کو قتل کریں گے زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد عن ابوہریرہؓ مرفوعاً ج ۲ ص ۲۳)

۳۔ مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ میں عبداللہ بن عمروؓ نے حضورؐ سے نقل کیا ہے۔ کہ ابن مریمؑ زمین پر اتریں گے۔ شادی کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی۔ زمین پر سینتالیس برس پھر فوت ہوں گے۔ اور دفن ہوں گے۔ میرے مقبرہ میں تو قیامت میں اٹھیں۔ تم ہم اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ ایک مقبرہ میں دفن ہو کر اٹھیں گے۔

۴۔ صحیح مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ دمشق کے مشرق میں سفید مندرہ پر اتریں گے۔ دو کپڑوں میں درمیان دو فرشتوں کے۔ دونوں سمتیں فرشتوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، وصال کو باب لند پر پائیں گے تو اس کو قتل کریں گے۔

آیات حیات مسیح علیہ السلام کثیر التعداد ہیں اور احادیث تو محدود تر کو پہنچتی ہیں۔ جو ۲۹ صحابہ سے منقول ہیں۔ لیکن ہم نے بغرض اختصار پانچ آیات اور صرف چار احادیث پر اکتفاء کیا۔ ان احادیث میں حضور علیہ السلام نے تحفظ ایمان اور گمراہی سے بچانے کے لئے حضرت مسیح کی جو علامات ذکر کی ہیں۔ وہی کافی شافی ہیں اور جو گمراہ ہیں کہ استعارات اور مجازات سے وہ پوری تاریخ اور ہیک دنیا کو بدلا سکتے ہیں ان کے لئے قرآن و احادیث کا دفتر بھی بے کار ہے۔ ان چار احادیث سے حضرت مسیح موعود کی معرفت کی جو واضح علامات ہیں وہ نمبر وار حسب ذیل ہیں :

۱۔ مسیح موعود کا باپ نہ ہوگا۔ اس لئے عام ضابطہ کے خلاف وہ اپنی والدہ مریم سے منسوب ہوگا۔ لیکن مرزا غلام احمد کا باپ تھا۔ مرزا غلام تقی تھا۔ اور اسکی والدہ نام نمنان بی بی تھا۔ اور وہ باپ سے منسوب تھا نہ کہ ماں سے۔

۲۔ وہ حاکم ہوگا لیکن مرزا غلام تھا۔ اور انگریزی حکومت کا غلام تھا۔

۳۔ عادل ہوگا۔ عدل اللہ کے قانون پر لانے کا نام ہے۔ مرزا کے وقت شرعی قانون بند تھا اور انگریز کا قانون خود اس پر اور اس کے مریدوں پر بھی نافذ تھا۔

۴۔ صلیبی قوت کو توڑ دے گا۔ مرزا کے وقت میں صلیبی قوت کو اس قدر غلبہ حاصل ہوا کہ اس سے پہلے نہ تھا۔ خود ان کا باپ ان کے اقرار کے مطابق پچاس گھوڑوں کے سواروں کو ہٹا کر کے تحریک آزادی شاہجہاد میں صلیبی قوت کو ہندوستان پر مسلط کرنے کے لئے بڑا اور خود مرزا نے تحفہ قیصریہ میں اپنے اُنے کا مقصد یہ ظاہر کیا کہ میں انگریز کی صلیبی حکومت کے لئے ایک ایسی فوج تیار کروں جو انگریز کی حکومت کی وفادار ہو۔

۵۔ اس کی وقت میں خنزیر خوری کا خاتمہ ہوگا۔ لیکن مرزا کے وقت میں اس میں اضافہ ہوا۔

۶۔ وہ لوگوں پر اس قدر مال برسائے گا۔ کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ مرزا نے مال نہیں دیا، بلکہ

لینا شروع کیا۔ چندہ عام اور چندہ ہفتی مقبرہ کو شرط ایمان قرار دیا۔

۷۔ عبادت کا ذوق اتنا بڑھے گا کہ ایک سجدہ کی قیمت لوگوں کی نگاہوں میں ساری دنیا سے زائد ہوگی۔ لیکن مرزا کے وقت میں نصاریٰ نے سماؤں کو مرتد بنانا شروع کیا۔ اور لاکھوں کو مرتد کیا۔

- ۸۔ وہ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ لیکن مرزا زمین ہی میں پیدا ہوئے۔ اور زمین ہی پر رہے۔  
 ۹۔ فرشتوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ لیکن مرزا کو کسی فرشتہ کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔  
 ۱۰۔ دمشق کے سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ لیکن مرزا کو عرب کی سرزمین کی زیارت بھی کبھی نصیب نہیں ہوئی۔

۱۱۔ باب لڈ پر یہودی دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزا کو نہ لڈ کا دیکھنا نصیب ہوا۔ اور نہ دجال کا۔ البتہ اس کی روحانی اولاد نے دجال کی قوم یہود سے تل ابیب میں تعلق پیدا کیا جب کہ تمام عالم کا اُن سے تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ شاید کہ ظہور دجال کے وقت امداد کے لئے حاضر رہیں۔  
 ۱۲۔ اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ لیکن سب باطل ادیان مرزا کے وقت باقی رہے بلکہ اور نئے باطل ادیان بھی خلافت اسلام پیدا ہوئے ہیں جن کو وہ ایک دین مرزائیت ہے۔ جو وحدت اسلامی کے برخلاف ایٹم بم ہے۔

۱۳۔ حج کریں گے۔ مرزا کو موت تک حج نصیب نہ ہوا۔

۱۴۔ وہ شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ یعنی نزول سے قبل نہ اُس نے شادی کی ہوگی اور نہ اولاد ہوگی۔ لیکن مرزا کی شادی اور اولاد دعویٰ سے قبل موجود تھی۔

۱۵۔ جہاد کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ مرزا نے جہاد کرنے کی بجائے خود جہاد کو حرام ٹھہرا کر نصاریٰ کے استعمار کے لئے راہ صاف کیا۔ جزیہ کا تو سوال ہی نہیں رہا۔

۱۶۔ بارشندگان زمین کا ایک ہی دین یعنی اسلام ہوگا۔ اس لئے مختلف مذاہب کی لڑائیاں

موقوف ہوں گی۔ لیکن مرزا کے وقت میں مختلف مذاہب نے مسلمانوں پر ہندوستان، ترکی، فلسطین، شمالی افریقہ میں جو مظالم کئے۔ اُن کی تاریخ میں نظیر نہیں۔ یہ سب مرزا کی برکت تھی۔

۱۷۔ امن قائم ہوگا اور جنگ ختم ہوگی۔ لیکن مرزا کے وقت میں اور اس کے بعد امن کا نام و نشان مٹ گیا اور جنگ کے لئے وہ جنگ اوزار تیار کئے گئے کہ مرزا اور اس کے بعد کی ایک جنگ کی تباہی سابق زمانے کی سینکڑوں جنگوں کی تباہی سے زیادہ ہے۔

ان علامات کے لحاظ سے مرزا کی شخصیت صندِ سیح موعود ہے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ میاںزات و استعارات کی مشین سے پوری تاریخ بھی بدلائی جاسکتی ہے جس کی نہ قادیان میں کبھی کمی رہی نہ ربوہ میں۔ تو ایسی صورت میں تمام قرآن و حدیث بلکہ پوری تاریخ کو باز پچھٹا اطفال بنایا جاسکتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پھر قادیانی و مرزائی تاویلات کے آگے ہر چیز کی حقیقت



بدلائی جاسکتی ہے۔ اور الفاظ اور تعبیرات سے کسی مقصد کا تعین ممکن نہیں بلکہ زرائعوں کے لئے الفاظ بڑا کا ایک ایسا قسم ہے کہ جہاں تک چاہو اس کو پھیلا سکتے ہو اور ایسی صورت میں کہ نزول مسیح کی علامات اس کی ضد پر بھی چسپاں کئے جاسکتے ہیں۔ تو پھر ان علامات کا بیان ہی بے فائدہ رہا کیونکہ علامات سے مسیح کی شخصیت کا تعین مقصود تھا۔ اور جب نہ نام سے تعین ممکن نہ والدہ کے نام سے، نہ مکان سے نہ مقاصد نزول سے بلکہ ان تمام علامات کی ضد شخصیت کو بھی اس میں گھسیڑا جاسکتا ہے تو تمام نظا ہائے سلطنت کے دفتری الفاظ بھی تاویل سے لغو اور بے فائدہ ہو سکتے ہیں۔

شیخ اکبر اور حیات عیسیٰ علیہ السلام | شیخ اکبر فتوحات مکیہ باب ۳۶ میں لکھتے ہیں

فِي حَدِيثِ الْمَعْرَاجِ فَلَمَّا دَخَلَ  
بِحُسْنِهِ فَإِنَّهُ لَمَّا رَمَتْ إِلَى  
الآن بَلَّ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَى هَذِهِ  
السَّمَاءِ وَاسْكُنَهُ وَحَكَمَهُ فِيهِمَا  
وَهُوَ شَيْخُنَا الَّذِي رَجَعْنَا عَلَى  
يَدِهِ وَكُنَّا بِنَاعِيَةِ عَظِيمَةٍ  
وَلَا يُغْفَرُ عَنْ سَاعَةٍ وَارْجُوْا  
أَنْ أَدْرِكَكُمْ فِي نَزْوِلِهِ انْشَاءً  
اللَّهُ تَعَالَى۔

حدیث معراج میں ہے کہ وہ داخل ہوئے تو  
ان کو عیسیٰ مجسم کے ساتھ ملے۔ کیونکہ وہ اب  
نہیں مرے بلکہ اللہ نے اس کو اس آسمان تک  
اٹھایا۔ اور اس میں لبایا اور اس کا حکم اس میں چلایا  
رہا۔ اور وہ ہمارے پہلے شیخ ہیں جس کے ہاتھ پر  
ہم نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ ان کو ہم پر ہر بانی  
ہے۔ اور ہم سے وہ غفلت نہیں کرتے مجھے  
امید ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اس کے زمین  
پر نازل ہونے کا زمانہ پا لوں گا۔

## حیات مسیح تاریخی نقطہ نظر سے

حضرت مسیح حضور علیہ السلام کے قریب تر پیغمبر ہیں اور تمام نصاریٰ اور مسلمان ان کی عظمت اور شخصیت کو مانتے ہیں۔ نصاریٰ نے بائیسویں ہزاروں سال کے آثار قدیمہ کو دیانت کیا لیکن نہ خود نصاریٰ اور نہ موزوں کو پتہ لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرنے سے پہلے کہ فلسطین سے طویل سفر کاٹ کر کشمیر آئے اور پھر وہیں فوت ہو کر محلہ خانیاں میں دفن ہوئے اور نہ ہندوستان اور کشمیر والوں کو پتہ لگا۔ صرف مرزا کو دعویٰ مسیحیت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نئی تاریخ بنانی پڑی۔ اگر اس طرح فرضی تاریخ گھڑنا درست ہو تو تمام گذشتہ انبیاء اور سلاطین کی تاریخیں ناقابل اعتبار قرار پائیں گی بلکہ پوری تاریخ ناقابل اعتبار بن جائے گی۔

(باقی آئندہ)